محمد بن عمر الواقدی کی شخصیت - جرح وتعدیل کے تناظر میں

محمد منشاء طیب*

احسان الرحمٰن غوری**

محمد بن عمر الواقدی، نام ونسب اور شخصیت:

آپ کا نام محمد بن عمر بن واقد، کنیت ابو عبداللہ اور نسبت الواقدی، المدنی، الاسلمی تھی۔ آپ کے دادا قبیلہ اسلم کی شاخ بنو سہم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اسی وجہ سے اسلمی کی نسبت استعمال کی جاتی ہے جبکہ مدنی کی نسبت استعمال کرنے کی وجہ وطن کی طرف نسبت ہے۔ واقدی کی نسبت آپ کے دادا واقد کی طرف انتساب کی وجہ سے ہے۔ خود آپ نے کئی جگہ پر اپنے آپ کو ابن واقد کہہ کر متعارف کرایا ہے(۱)۔ ابن خلکان نے بھی اسی بات کی تصریح کی ہے۔(۲) ابن الاثیر فرماتے ہیں۔

"الواقدی...... هذه النسبته الی واقد و هو جد ابی عبد الله محمد بن عمربن واقد." (۳)

واقدی واقد کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اور واقد ابو عبداللہ محمد بن عمر کے دادا تھے۔ جمہور تذکرہ نگاروں کے مطابق آپ بنو اسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ البتہ امام کتانی نے الرسالہ المستطرفہ میں ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ لیکن جمہور کی مخالفت کی بناء پر یہ قول مردود ہے۔(۴) یہ وہی اسلم قبیلہ ہے جس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تھی۔

"اسلم سالمها الله"(۵) اللہ بنو اسلم قبیلے کو سلامت رکھے۔

پیدائش:

آپ کی پیدائش کے سلسلے میں اہل علم کے ہاں تین اقوال ہیں۔

۱۔ ابن سعد اور ابن ندیم وغیرہ کے ہاں آپ کی تاریخ پیدائش کا سال ۱۳۰ ہجری ہے۔(۶)

۲۔ امام ذہبی نے سیر میں آپ کی ولادت ۱۲۰ ہجری کے بعد کوئی سال قرار دی ہے۔(۷)

۳۔ امام صفدی نے الوافی بالوفیات میں اور صاحب النجوم الزاہرہ نے ۱۲۹ ہجری قرار دیا ہے۔(۸)

واقدی کا اپنا بیان ۱۳۰ ہجری کا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں۔

"اخبرنی ابو عبد الله الواقدی انه ولد سنة ثلاثین و مائة".(۹)

آپ کی تاریخ پیدائش کے متعلق راجح قول ۱۳۰ ہجری کا ہی ہے کیونکہ خود واقدی کا اپنا بیان بھی ۱۳۰ ہجری کا ہے اور

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

جمہور تذکرہ نگاروں کے ہاں بھی یہی قول معتبر ہے۔

تعلیم وتربیت:

آپ کی تعلیم وتربیت کا آغاز مدینہ منورہ ہی سے ہوا۔مختلف روایات سے پتا چلتا ہے کہ آپ نے نوعمری ہی سے تحصیل علم کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔خود واقدی ایک جگہ پر لکھتے ہیں۔

" سمعتهامن الا صبغ بن عبد العزيز وانا غلام۔" (۱۰)

''میں نے یہ اشعار اصبغ بن عبدالعزیز سے اس وقت سنے جب میں ابھی نوعمر تھا۔''

اسی طرح آپ کے ۲۰ سال کی عمر میں کوفہ کی طرف سفر کرنے سے بھی پتا چلتا ہے کہ آپ نے نوعمری ہی میں تحصیل علم شروع کر دیا تھا۔

اساتذہ:

واقدی کے شیوخ اور اساتذہ کی تعداد کئی سو سے متجاوز ہے۔خطیب بغدادی اور ذہبی نے جو نام ذکر کیے ہیں ان میں سے مشہور نام یہ ہیں ابن ابی ذئب، معمر بن راشد، مالک بن انس، ابو معشر السندی، اسامہ بن زید، سفیان الثوری اور محمد بن عجلان المدنی قابل ذکر ہیں۔(۱۱)

علمی مقام ومرتبہ:

امام واقدی دوسری صدی ہجری اور تیسری صدی ہجری کے اوائل کے مشہور اور نامور سیرت نگار ہیں۔آپ سیر و مغازی کے امام ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث، فقہ، تفسیر وقراءت اور اسلامی تاریخ میں بھی خصوصی درک رکھتے تھے۔آپ کے بے مثال قوت حافظہ اور وسعت علم کی تمام مشاہیر نے تعریف کی ہے اور سیرت نگاری میں آپ کی خصوصی دسترس اور آپ کے قائدانہ کردار کو تسلیم کیا ہے۔سیرت نگاری کے میدان میں آپ نے ایک جداگانہ اسلوب اختیار کیا ہے۔فن سیرت نگاری میں آپ کی مہارت اور خصوصی اہتمام کی وجہ سے ہی آپ کے بعد آنے والا کوئی بھی سیرت نگار آپ سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔علم سیرت کے باب میں آپ کی ذات انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی تھی۔یہی وجہ ہے کہ متقدمین تو کجا متاخرین سیرت نگاروں میں سے بھی کسی کی کتاب آپ کے حوالے کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔اگرچہ آپ کو حدیث کے باب میں ضعیف شمار کیا جاتا ہے۔لیکن آپ پر جرح کرنے والے علماء بھی علم سیرت کے میدان میں آپ کے علم کی وسعت کے معترف ہیں جیسا کہ ابن حجر نے آپ کو متروک کہا ہے لیکن اس کے باوجود علامہ واقدی کی اکثر کتب حافظ ابن حجر کے مطالعہ میں رہتی تھیں اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں بھی جابجا مرویات واقدی نظر آتی ہیں۔

آپ کے علم وفضل، وسعت علم اور علم سیرت میں خصوصی مقام ومرتبہ کی وجہ سے ہی کبار محدثین اور فقہاء بھی بوقت

ضرورت آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں:

"کنت اقدم المدینة فما یفیدنی و لا یدلنی علی الشیوخ الا الواقدی." (۱۲)

"میں مدینہ آتا تو مجھے واقدی کے علاوہ نہ تو کسی سے کوئی فیض پہنچتا اور نہ کوئی اساتذہ حدیث کا پتا بتاتا۔"

تصنیفات:

امام واقدی کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ صاحب الفہرست ابن ندیم نے علامہ واقدی کی ۲۸ کتب کے نام گنوائے ہیں۔(۱۳) جن میں سے سیرت نبویہ کے متعلقہ چار کتب کے نام یہ ہیں

۱۔ کتاب التاریخ والمغازی والمبعث ۲۔ کتاب ازواج النبی

۳۔ کتاب وفات النبی ۴۔ کتاب السیرۃ

باقی کتب رسول اکرمؐ کے بعد کے تاریخی واقعات پر مشتمل ہیں۔ البتہ علامہ واقدی کی شہرت کی وجہ، ان کی کتاب "کتاب التاریخ والمغازی والمبعث" ہے جو کتاب المغازی کے نام سے معروف ہے۔

امام واقدیؒ کی شخصیت:

امام واقدیؒ ایک معمہ خیز شخصیت ہیں۔ اصحاب جرح وتعدیل میں سے کچھ لوگوں نے ان کو متہم اور متروک خیال کیا ہے اور بعض نے تو اس پر اتفاق نقل کیا ہے گویا ان کے ہاں امام واقدی کے موثقین کی چنداں اہمیت نہیں۔ مگر یہ بھی عجیب بات ہے کہ سیر، مغازی، انساب، تاریخ، رجال اور طبقات کے تقریباً تمام مصنفین ان کے محتاج ہیں اور واقدی کے اقوال اور روایات کے بغیر ان کی کتاب مکمل نہیں ہوتی بالخصوص ان کے شاگرد محمد بن سعد کے ذریعے ان کی روایات کو آنکھیں بند کر کے قبول کرلیا جاتا ہے۔ جبکہ واقدی کا ذکر آئے تو انہیں کذاب اور داستان گو کہا جاتا ہے۔ اصول الحدیث کے قواعد کے مطابق متروک وہ ہوتا ہے جس کی احادیث کو چھوڑ دینے پر حفاظ ائمہ نے اتفاق کرلیا ہو اور ان کے ہاں ان احادیث کی کوئی اہمیت نہ ہو جبکہ واقدیؒ کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ کیونکہ موصوف کی جرح اور تعدیل میں علمائے نقاد کا اختلاف ہے اسی وجہ سے اس مشہور امام کے معاملہ میں تحقیق ضروری ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کیا واقعی واقدیؒ کے ترک پر اتفاق ہے یا یہ محض عبث دعویٰ ہے۔ اگر واقدیؒ کے معاملہ میں اختلاف ثابت ہو جائے تو ان پر جرح کے اسباب کی تفصیل اور تفسیر طلب کی جائے گی کیونکہ قاعدہ یہ کہتا ہے کہ:

"من ثبت توثیقه بیقین فلا یقبل فیه الجرح إلا مفسرا بیقین." (۱۴)

"جس کی یقینی توثیق ثابت ہو تو اس پر وہی جرح قابل قبول ہوگی جو مفسر اور یقینی ہوگی۔"

حقیقت یہ ہے کہ اگر امام واقدی کو کسی نے ضعیف کہا ہے تو کسی نے ان کو امیر المومنین فی الحدیث بھی کہا ہے۔ ابن سید الناس اپنی کتاب عیون الاثر کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں:

''اپنے زمانے میں محمد بن عمر الواقدی سیر و مغازی کے باب میں سند کا درجہ رکھتے تھے یہ الگ بات ہے کہ محمد بن اسحٰق پر کلام ہوا اور واقدیؒ پر اس سے بھی شدید کلام ہوا۔ البتہ اس کے بعد ان کی توثیق عام ہوگئی۔'' (۱۵)

خطیب بغدادی امام واقدی کی شخصیت کے بارے میں تاریخ بغداد میں رقم طراز ہیں:

واقدیؒ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا ذکر مشرق و مغرب میں عام ہے۔ تاریخ سے واقف کار حضرات سے ان کی شہرت مخفی نہیں۔ ان کے ہاں سیر و مغازی، طبقات، تاریخ، نبی کی زندگی اور وفات کے بعد واقعات، فقہ و اختلاف حدیث اور دیگر علوم و فنون کی اس قدر کتب تھیں کہ کئی سواریاں ان کی کتب لے کر چلتی تھیں۔ وہ بہت فیاض، وسیع الظرف اور سخی انسان تھے۔ (۱۶)

امام واقدیؒ کے بارے ان کے شاگرد ابن سعد فرماتے ہیں:

''واقدیؒ سیر و مغازی، فتوح، حدیث و احکام میں لوگوں کے اختلاف اور اجماعی مسائل کے عالم تھے۔'' (۱۷)

امام مالکؒ نے بھی واقدیؒ کو بعض معاملات میں حجت مانا ہے۔ احمد بن یعقوب فرماتے ہیں ہمارے دادا نے ہمیں بتایا کہ امام مالک سے جادوگرنی کے بارے سوال کیا گیا کہ کیا وہ قتل کی گئی تھی؟ آپ نے فرمایا: دیکھو واقدیؒ سے اس بارے کوئی روایت ہے، تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ واقدیؒ نے اس معاملہ میں ضحاک بن عثمان سے روایت کی تھی۔ امام مالکؒ نے واقدی کی اس بیان کردہ روایت پر قناعت فرمائی۔ محمد بن صالح فرماتے ہیں:

''امام مالکؒ سے دریافت کیا گیا کہ نبیؐ نے اس عورت کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا جس نے خیبر کے موقع پر آپ کو زہر دیا تھا؟ امام مالکؒ نے فرمایا ابھی مجھے اس کا علم نہیں میں اہل علم سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ راویؒ کے بقول امام مالکؒ، امام واقدیؒ سے ملے تو انھوں نے بتایا کہ وہ عورت قتل کر دی گئی تھی۔ امام مالکؒ نے سائل کو بتایا کہ میں نے اہل علم سے پوچھا تو ان کے بقول وہ عورت قتل کر دی گئی تھی اسی طرح صاغانی، ذہلی، ابوعبید اور جمحی نے ان کی توثیق کی اور ثقات رواۃ نے واقدیؒ سے بیان کیا۔'' (۱۸)

فن سیرت کے اس مشہور امام کی جرح و تعدیل میں اختلاف کے اس قضیے کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم ذیل میں ان کے متعلق اقوال جرح و تعدیل اور ان کی تفصیلات پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں۔

امام واقدی کے بارے میں اقوال تعدیل:

۱۔ **عبدالعزیز بن محمد دراوردیؒ** سے واقدی کے بارے میں سوال کیا گیا:

"ما تقول في الواقدى ؟ قال :تسئالنى عن الواقدى!سل الواقدى عنى، وقال مرة: ذاك امير المومنين فى الحديث" (۱۹)

"آپ واقدی کے بارے میں کیا کہتے ہیں، انہوں نے فرمایا: تم مجھ سے واقدی کے بارے میں سوال کرتے ہیں؟ واقدی سے میرے بارے سوال کیجیے (وہ مجھ سے عظیم المرتبت ہیں) ایک دفعہ فرمایا: واقدی حدیث میں مومنوں کا امیر ہے۔"

۲۔ یزید بن ہارونؒ:

آپ واقدی کے بارہ میں گویا ہوتے ہیں:

"محمد بن عمر الواقدی ثقة" (۲۰)

"محمد بن عمر الواقدی ثقہ ہے۔"

۳۔ مصعب بن عبداللہ الزبیریؒ:

واقدی کے متعلق یہ بیان دیتے ہیں کہ

"والله ما رأينا مثله قط،قال مصعب و حدثنى من سمع عبدالله يعنى ابن المبارک يقول كنت اقدم المدينة فلا يفيدنى ولا يدلنى على الشيوخ الا الواقدى" (۲۱)

"اللہ کی قسم! میں نے اس جیسا شخص کبھی نہیں دیکھا، مزید فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے عبداللہ بن مبارک سے سنا میں جب مدینہ آتا تو میں واقدی سے مستفید ہوتا اور وہ اصحاب علم وفضل کی طرف میری راہ نمائی کرتے۔"

۴۔ محمد بن اسحاق مسیبی:

واقدی کے متعلق ان سے سوال کیا گیا تو فرمانے لگے:

"ثقة مامون" (۲۲) وہ ثقہ اور مامون ہے

۵۔ عباس عنبری:

واقدی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہیں:

"الواقدی احب الى من عبدالرزاق" (۲۳)

"واقدی مجھے عبدالرزاق سے زیادہ محبوب ہے۔"

۶۔محمد بن اسحاق الصاغانی:

واقدی کے بارے میں کچھ اس انداز سے گویا ہوتے ہیں:

"لولانه عندی ثقه ما حدثت عنه" (۲۴)

"اگر واقدی میرے نزدیک ثقہ نہ ہوتا تو میں اس سے روایت ہی کیوں کرتا۔"

۷۔ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی:

واقدی کی توثیق کیلئے یوں رقمطراز ہیں:

"الواقدی امین الناس علی اهل الاسلام" (۲۵)

"واقدی اہل اسلام میں لوگوں کا امین ہے۔"

۸۔ابو یحییٰ الزہری:

آپ فرماتے ہیں کہ:

"ثقة مامون" (۲٦) [واقدی] ثقہ اور مامون ہے

۹۔محمد بن احمد الذہلی فرماتے ہیں:

"و اللـه لو لا انه عندی ثقة ما حدث عنه اربعة ائمة: ابو بکر بن ابی شیبة، و ابو عبید، ..

قال الراوی ..و احسبه ذکر ابا خیثمة و رجلا اخر." (۲۷)

"اگر وہ میرے نزدیک ثقہ نہ ہوتے تو ان سے چار آئمہ روایت نہ کرتے یعنی ابوبکر بن شیبہ، ابوعبید، ابوخیثمہ اور ایک چوتھا آدمی۔"

امام واقدی کے بارے میں اقوال جرح:

۱۔یحییٰ بن معین رحمہ اللہ:

علم جرح وتعدیل کے امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں:

"اغرب الواقدی علی رسول الله ﷺ عشرین الف حدیث" (۲۸)

"واقدی نے رسول اللہ ﷺ سے ۲۰ ہزار انوکھی حدیثیں بیان کیں۔"

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں "الواقدی لیس بشیء" (۲۹) واقدی کی کوئی حیثیت نہیں۔

۲ امام احمد بن حنبل:

نے ان الفاظ میں موصوف پر جرح کی ہے۔

"یقلب الاحادیث اویر کب الاسانید"(۳۰) احادیث میں ردوبدل کرتا تھا یا اسانید جمع کرتا تھا۔

۳۔محمد بن بشارؒ:

آپ فرماتے ہیں کہ:

"ما رایت اکذب منه"(۳۱) میں نے اس سے بڑھ کر جھوٹا شخص نہیں دیکھا۔

۴۔ابوحاتم رازیؒ:

علم جرح وتعدیل کے مسلم امام ابوحاتم رازیؒ واقدی کے متعلق فرماتے ہیں:

"انه کان یضع" (۳۲) بے شک وہ (حدیثیں) گھڑتا تھا۔

اس طرح امام ابوحاتم رازی انہیں "متروک الحدیث" بھی کہتے ہیں۔ (۳۳)

۵۔محمد بن اسماعیل البخاریؒ:

علم حدیث کے امیر المومنین امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ واقدی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"محمد بن عمر الواقدی ابو عبدالله الاسلمی مدنی قاضی بغداد ترکوه"(۳۴)

"محمد بن عمر الواقدی ابوعبداللہ اسلمی مدنی جو بغداد کے قاضی ہیں محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہے۔"

جبکہ دوسرے ائمہ نے "متروک الحدیث" کے الفاظ میں امام صاحب کی جرح نقل کی ہے۔(۳۵)

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ "سکتوا عنہ" کے الفاظ میں بھی واقدی پر جرح کرتے ہیں۔ (۳۶)

۶۔ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی رحمہ اللہ:

امام ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی فرماتے ہیں:

"الواقدی لم یکن مقنعاً" (۳۷) واقدی ایسا عادل نہیں جس کی شہادت قابل قبول ہو۔

۷۔ابوزرعہ الرازیؒ:

واقدی کے بارے میں فرماتے ہیں:

- "ترک الناس حدیثه"(۳۸) کہ لوگوں نے اس کی حدیث کو چھوڑ دیا ہے۔

۸۔ابوداؤدؒ:

امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث السجستانی واقدی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"لا اکتب حدیثه ولا احدث عنه" (۳۹)

''نہ میں اس کی حدیثیں لکھتا ہوں اور نہ ہی اس سے حدیث بیان کرتا ہوں۔''

۹۔ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ:

امام ابوعبدالرحمٰن النسائیؒ جو کہ شیخ الاسلام اور ناقد الحدیث ہیں، واقدی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"محمد بن عمر الواقدی متروک الحدیث"(۴۰)

''محمد بن عمر الواقدی متروک الحدیث ہے۔''

۱۰۔ابوبشر الدولابیؒ:

ابوبشر الدولابی واقدی کے بارے میں کہتے ہیں:

"متروک الحدیث"(۴۱) وہ متروک الحدیث ہے۔

۱۱۔ابن عدیؒ:

ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانیؒ نے واقدی کو اپنی کتاب الکامل فی الضعفاء الرجال میں ذکر کیا ہے۔
موصوف سے یہ بھی منقول ہے:

"احادیثه غیر محفوظة والبلاء منه"(۴۲)

(اس کی حدیثیں غیر محفوظ ہیں اور [غیر محفوظ ہونے کی] آفت اسی کی وجہ سے ہے۔

۱۲۔دارقطنیؒ:

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں:

"الضعف یتبین علی حدیثه" (۴۳) ضعف اس کی حدیث میں واضح ہوتا ہے۔

''اور کبھی ''ضعیف'' کہہ کر بھی واقدی پر جرح کرتے ہیں۔''(۴۴)

امام واقدیؒ پر جرح کی تفسیر:

علامہ واقدی پر علمائے جرح وتعدیل نے جو جرح کی ہے، ان کے اقوال کی تفصیل اور تفسیر پر غور کیا جائے تو چند نکات سامنے آتے ہیں:

(۱) جمع اسانید:

امام واقدی پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ روایات سیرت ذکر کرتے ہوئے اسناد جمعی سے کام لیتے تھے۔ امام احمدؒ جو اکثر واقدی کی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے تھے واقدی کے جمع اسانید پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''لیس أنکر علیه شیئا إلا جمعه الاسانید، ومجیئه بمتن واحد علی سیاقة واحدة، عن جماعة وربما اختلفوا '' (۴۵)

''امام احمد کو ان پر صرف یہ اعتراض تھا کہ وہ تمام سندوں کو جمع کر کے سب لوگوں سے ایک ہی سیاق پر متن لے آتے ہیں حالانکہ بعض اوقات ان لوگوں کا باہم اختلاف ہوتا تھا۔''

(۲) تقلیب الاحادیث:

امام احمدؒ نے علامہ واقدی پر جرح کرتے ہوئے ان کو احادیث کی سند میں ''تقلیب'' کا مرتکب بھی قرار دیا ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں:

''لم نزل ندافع امر الواقدی حتی روی عن معمر عن الزهری عن نبهان عن أم سلمة عن النبی صلی الله علیه وسلم أفعمیا وان أنتما، فجاء بشیء لا حیلة فیه، والحدیث حدیث یونس لم یروه غیره. أی تفرد به یونس عن الزهری'' (۴۶)

''ہم ہمیشہ واقدیؒ کے معاملے کا دفاع کرتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے معمر عن الزھری عن نبھان کے واسطے حضرت امّ سلمہ سے ''أفعمیا وان انتما '' والی نبی کی حدیث روایت کی، وہ ایسی روایت لائے جس کے بعد ان کے حق میں کوئی چیز نہیں رہتی کیونکہ یہ یونس کی حدیث ہے اسے کسی اور نے روایت نہیں کیا یعنی یونس زہری سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔''

امام احمد بن حنبلؒ کے صاحب زادے عبداللہ واقدی کے حوالے سے امام احمدؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

''ما أشک فی الواقدی انه کان یقلبها یعنی الاحادیث.''(۴۷)

''مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ واقدی احادیث میں تقلیب کا مرتکب تھا۔''

اسی طرح امام ابوداؤد واقدی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''لا اکتب حدیثه ما أشک أنه کان یقلب الحدیث.'' (۴۸)

''میں اس کی احادیث نہیں لکھوں گا کیونکہ مجھے اس کے احادیث میں تقلیب / بدلنے میں کوئی شک نہیں۔''

ایک روایت کے مطابق امام ابوداؤدؒ احمد نے علی بن مدینی سے فرمایا:

"کیف یستحل أن نکتب عن رجل روی عن معمر حدیث نبهان مکاتب ام سلمة وھذا حدیث تفرد به یونس." (۴۹)

"ہمارا ایسے شخص کی روایات لکھنا کیسے درست ہو جائے جو کہ معمر سے حضرت ام سلمہ کے مکاتب نبہان کی حدیث روایت کرتا ہے حالانکہ اس حدیث کو نقل کرنے میں یونس متفرد ہے۔"

یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں:

"کان یقلب احادیث یونس فیصرها عن معمر، لیس بثقة." (۵۰)

"وہ یونس کی احادیث میں تقلیب کرتے ہوئے، معمر سے نقل کرتا ہے، اس لیے وہ ثقہ نہیں ہے۔"

امام ابوداؤدؒ دوسری جگہ واقدی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"لیس ینظر الواقدی فی کتاب الا تبین فیه امره، روی فی فتح الیمن وخبر العنسی احادیث عن الزھری لیست من حدیث الزھری." (۵۱)

واقدیؒ کی اس کتاب کو معتبر سمجھا جائے گا جس میں اس کا معاملہ واضح ہو بصورتِ دیگر قابل التفات نہیں، اس نے فتح یمن اور عنسی کے بارے زہری سے روایات بیان کیں حالانکہ وہ زہری کی احادیث نہیں۔

(۳) مجہول الحال سے روایت:

امام واقدیؒ پر جرح کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ وہ مجہول الحال لوگوں سے مرویات بیان کرتے ہیں۔ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

"نظرنا فی حدیث الواقدی فوجدنا حدیثه عن مدنیین عن شیوخ مجھولین احادیث مناکیر فلقنا یحتمل أن تکون تلک الأحادیث مناکیر منه و یحتمل أن تکون منھم ثم نظرنا إلی حدیثه عن ابن أبی ذئب و معمر فانه یضبط حدیثھم فوجدناه قد حدث عنھما بالمناکیر فعلمنا انه منه فترکنا حدیثه." (۵۲)

"ہم نے واقدیؒ کی احادیث ملاحظہ کیں تو پتہ چلا کہ وہ مجہول مدنی شیوخ سے منکر احادیث بیان کرتا ہے، ہم نے خیال کیا یہاں ہر دو احتمال موجود ہیں یا تو یہ احادیث واقدیؒ کی طرف سے منکر ہوں گی یا اس کے شیوخ کی طرف سے، پھر ہم نے اس کی معمر اور ابن ابی ذئب سے روایت کردہ احادیث کو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ وہ ان سب کی احادیث منضبط کرتا ہے اور ان سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔ اس طرح ہم نے جان لیا کہ یہ منکر روایات اس کی اپنی طرف سے ہیں اور ہم نے اس کی احادیث ترک کر دیں۔"

اب ہم ذیل میں ترتیب وار ان تینوں اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں تا کہ پتہ چل سکے کہ امام موصوف پر وارد ہونے والے ان اعتراضات کی حقیقت کیا ہے۔

اسناد جمعی کا استعمال اور اس کا پس منظر:

علامہ واقدی اسناد جمعی کا استعمال کرتے تھے۔ یہ ایسا منہج ہے کہ جس میں علامہ واقدی منفرد نہیں ہیں بلکہ بہت سے دوسرے اہل علم کا بھی یہی طریقہ کار تھا۔ اس دور کے تقریباً سب سیرت نگاروں کا منہج یہی تھا کہ بہت سے راویوں کی روایات کو یکجا کر کے بیان کرتے تھے۔ ان کو رواۃ کی الگ الگ اسناد کے ساتھ بیان نہیں کرتے تھے یہ کسی حد تک مورخ کی مجبوری بھی ہے کے اس نے واقعے کو مربوط شکل میں بیان کرنا ہوتا ہے۔ جب کہ محدثین کے پیش نظر یہ چیز نہیں ہوتی اس لیے وہ صرف روایات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔ اسی باعث جب حافظ ابراہیم الحربی سے امام احمدؒ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا گیا:

''کہ میں واقدی پر اس لیے تنقید کرتا ہوں کہ وہ اسناد کو جمع کر کے ایک متن کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔'' کے بارے میں سوال کیا گیا تو ابراہیم الحربی نے فرمایا:

''ولیس هذا عیباً، قد فعل هذا الزهری و ابن اسحاق.''(۵۳)

''یہ کوئی عیب نہیں کیونکہ زھری اور ابن اسحٰق نے بھی ایسا کیا ہے۔''

ایک روایت کے مطابق ابراہیم الحربیؒ نے فرمایا:

'' ولم؟ وقد فعل هذا، ابن اسحاق، کان یقول حدثنا عاصم بن عمرو عبدالله بن أبی بکر و فلان و فلان والزهری قد فعل هذا.'' (۵۴)

''اور صرف واقدی ہی مطعون کیوں؟ حالانکہ ابن اسحٰق نے بھی ایسا کیا، وہ کہتا تھا! ہمیں عاصم بن عمر، عبداللہ بن ابوبکر اور فلاں اور فلاں نے بیان کیا نیز زھری نے بھی ایسا کیا ہے۔''

دوسری بات یہ ہے کہ علامہ واقدی کے جمع اسانید کے پیش نظر مقصود یہ تھا کہ طلباء کے لیے سبق میں آسانی ہو اس کی دلیل وہ واقعہ ہے کہ جب واقدی کے مسجد نبوی کے درس کے دوران بعض شاگردوں نے کہا کہ آپ ہر راوی کی روایات کو الگ الگ اسناد کے ساتھ بیان کیا کریں۔ امام صاحب نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن اس طرح درس بہت طویل ہوا کرے گا طلبہ نے کہا کہ ہمیں منظور ہے۔ آپ ایک ہفتہ تک غائب رہے جب پڑھانے کے لیے آئے تو بیس جلدیں لے کر آئے اور کہا یہ غزوہ احد کے بارے میں تمام راویوں کے الگ الگ بیانات کا مجموعہ ہے اس پر طلبہ نے کہا کہ

ردنا الی الامر الاول. ہمیں پہلے طریقے کے مطابق ہی درس دیجیے۔(۵۵)

(۲) احادیث میں تقلیب کا ارتکاب:

علامہ واقدیؒ پر امام احمد کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ وہ سند حدیث میں ''تقلیب'' کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس اعتراض کی حقیقت یہ ہے کہ امام احمد مذکورہ حدیث کو اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن مبارک کے واسطہ سے وہ یونس بن یزید کے واسطہ سے زہری سے روایت کرتے ہیں کہ زہریؒ کو نبہان نے حدیث بیان کی اور انھیں سیدہ ام سلمہ نے بیان کیا کہ ''میں اور میمونہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں۔ عبداللہ بن ام مکتومؓ حاضر ہوئے۔ یہ واقعہ حجاب کی فرضیت کے بعد کا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ ان سے پردہ کرو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ نابینا نہیں؟ نہ وہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ پہچان سکتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم بھی نہیں دیکھ سکتیں؟

اس حدیث کو علامہ واقدیؒ نے دوسری سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ علامہ واقدیؒ کے نزدیک زہری سے بیان کرنے والے معمر ہیں جبکہ مذکورہ بالا سند میں جس کو امام احمد نے روایت کیا ہے کہ اس میں زہریؒ سے روایت کرنے والے یونس بن یزید ہیں: واقدی کی اس سند پر تبصرہ کرتے ہوئے امام احمدؒ نے فرمایا:

''لم نزل نراجع امر الواقدی حتی روی عن معمر بن الزهری عن نبهان..........فجاء بشیء لا حیلة فیه، والحدیث حدیث یونس لم یروه غیره.'' (۵۶)

''ہم ہمیشہ واقدیؒ کے معاملے کا دفاع کرتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے معمر عن الزہری عن نبھان کے واسطے حضرت امّ سلمہ سے ''أفعمیا وان انتما'' والی نبیؐ کی حدیث روایت کی، وہ ایسی روایت لائے جس کے بعد ان کے حق میں کوئی چیز نہیں رہتی کیونکہ یہ یونس کی حدیث ہے اسے کسی اور نے روایت نہیں کیا یعنی یونس زہری سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔''

اسی طرح امام احمدؒ نے امام علی بن مدینیؒ کو فرمایا:

'' کیف یستحل أن یکتب عن رجل روی عن معمر حدیث نبهان مکاتب ام سلمة وهذا حدیث یونس تفرد به.''(۵۷)

''ہمارا ایسے شخص کی روایات لکھنا کیسے درست ہو جائے جو کہ معمر سے حضرت ام سلمہ کے مکاتب نبھان کی حدیث روایت کرتا ہے حالانکہ اس حدیث کو نقل کرنے میں یونس متفرد ہے۔''

امام احمدؒ کا یہ دعویٰ کہ اس حدیث کو بیان کرنے میں یونس بن یزید متفرد ہیں۔ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ خطیب نے مذکورہ حدیث کو اپنی سند سے یوں بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''قال احمد بن منصور حدثنا ابن أبی مریم أخبرنا نافع بن یزید عن عقیل عن ابن شهاب

عن نبهان............"

امام احمد بن منصور الرمادی فرماتے ہیں۔ ابن ابی مریم جب اس حدیث کو بیان کر کے فارغ ہوئے تو مسکرانے لگے۔امام رمادی نے فرمایا کہ آپ کیوں مسکراتے ہیں تو انھوں نے اس حدیث کے بارے میں امام احمدؒ کے قول (هـــذا حديث تفرد به يونس) کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس سند میں ابن ابی مریم بواسطہ نافع بن یزید عقیل سے روایت کرتے ہیں اور عقیل یونس بن یزید سے اعلیٰ ہیں۔ابن ابی مریم نے فرمایا ہمارے مصری اساتذہ امام زہریؒ کی احادیث پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔(۵۸)

یعنی خطیب نے مذکورہ حدیث عقیل کی سند سے روایت کی ہے۔اسی طرح خطیب نے یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ احمد بن منظورالرمادی نے مذکورہ حدیث عقیل کے واسطے سے ابن شہاب زہریؒ سے روایت کرنے کے بعد فرمایا:

"هذا مما ظلم فيه الواقدى."(۵۹)

"یہ وہ روایت ہے جس کے معاملے میں واقدیؒ پر ظلم کیا گیا۔"

اس سند کو حافظ ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

"ورواه الـذهـلـي أخبـرنـا سعيد بن أبي مريم أخبرنا نافع بن يزيد عن عقيل عن الزهرى."(۶۰)

"اس حدیثِ یونس کو، یونس کے علاوہ بھی کسی نے زہری سے روایت کیا ہے۔"

امام ذہبیؒ نے امام احمد کا گذشتہ مذکورہ قول ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

"فهذا حديث يونس ما رواه غيره عن الزهرى." (۶۱)

مذکورہ بحث سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ مذکورہ حدیث ام سلمہ کو زہری سے بیان کرنے میں یونس متفرد نہیں ہے۔

اسی طرح امام احمد بن منصور الرمادی کا مذکورہ سند کو عقیل کے واسطے سے بیان کر کے یہ کہنا کہ یہ وہ روایت ہے جس کے بارے میں امام واقدی پر ظلم کیا گیا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ سند محتمل ہے۔یعنی واقدی معمر سے بیان کرتے ہیں۔خطیب نے مذکورہ سند عقیل سے بیان کی ہے جبکہ امام احمد کا مؤقف ہے کہ اس روایت کو بیان کرنے میں یونس بن یزید متفرد ہے۔امام ابن سید الناس نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"فـقـد ظهـر فـي هـذا الخبر أن يونس لم يتفرد به وإذ قد تابعه عقيل فلا مانع من أن يتابعه معـمـر حتـى لو لم عقيل لكان محتملا وقد يكون فيما رمى به من تقليب الاخبار ما ينحو هذا النحو."(۶۲)

اس خبر میں ظاہر ہوا کہ یونس اس میں متفرد نہیں اور جب عقیل نے یونس کی متابعت کی تو اس سے بھی کوئی چیز مانع نہیں کہ معمر یونس کی متابعت کرے نیز اگر عقیل متابعت نہ بھی کرتا تو پھر بھی معمر کی متابعت کا احتمال موجود تھا اور واقدیؒ پر جو تقلیبِ اخبار کی تہمت لگی ہے وہ بھی بعض اسی نوع کی ہے۔

۳۔مجہول الحال سے روایت:

امام واقدیؒ پر تیسرا اعتراض یہ ہے کہ وہ مجہول شخص سے روایت کرتے ہیں اس اعتراض کی حقیقت یہ ہے کہ واقدی کا طریقِ کار اور منہج یہ تھا کہ وہ روایت لیتے وقت اس شخص کو ترجیح دیتے تھے جو خود شریک واقعہ ہو کیونکہ واقعہ کی جس قدر تفاصیل اس کے پاس ہوں گی کسی اور کے پاس نہیں اور جس قدر اہتمام کے ساتھ اور جزئیات کے ساتھ وہ واقعہ کو بیان کرے گا کوئی اور نہیں۔اس بات کی مزید تشریح واقدی کے اس قول سے ہوتی ہے جو خطیب نے نقل کیا ہے جس میں واقدی اپنے اسلوب کی وضاحت کرتے ہیں:

"ما ادرکت رجلا من ابناء الصحابة وابناء الشهداء، ولا مولی لهم إلا وسألته هل سمعت أحدا من اهلک یخبرک عن مشهده وأین قتل فأذا أعلمني مقیت الی الموضع فاعاینه."(۶۳)

"میں جب بھی کسی صحابی اور شہید کی اولاد یا ان کے غلاموں کو ملتا تو میں اس سے دریافت کرتا کیا تو نے اپنے خاندان میں سے کسی سے ان شہداء اور مقتولین کی جائے شہادت یا مقتل کے بارے سنا ہے؟ اگر وہ مجھے بتا دیتا تو میں اس جگہ پہنچ کر خود اس کا معائنہ کرتا۔"

چنانچہ مغازی، سیر اور تاریخ کے میدان میں یا اسلوب اور طریقۂ کار بہت مقبول اور کارآمد ہے اور امام واقدیؒ اس اسلوب کے بانی ہیں لیکن محدثین حضرت کے ہاں یہ طریقہ کار قابل قبول نہیں کیونکہ ان کے ہاں حدیث اخذ وقبول میں شدت احتیاط پائی جاتی ہے۔

ابن سید الناس واقدیؒ کے بارے میں تنقیدی اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

" سعة العلم مظنة لكثرة الإغراب، وكثرة الإغراب مظنة للتهمه، والواقدی غیر مدفوع عن سعة العلم فكثر بذلک غرائبه وقدروینا عن علی بن المدینی انه قال: للواقدی عشرون الف حدیث لم نسمع بها، وعن یحییٰ بن معین أغرب الواقدی علی رسول الله فی عشرین ألف حدیث وقد روینا عنه من تتبعه آثار مواضع الوقائع. وسؤاله أبناء الصحابة والشهداء وموالیهم عن احوال سلفهم ما یقتضی انفرادا

بروايات واخبار لا تدخل تحت الهر، وكثيرا ما يطعن في الراوي برواية وقعت له من انكر تلك الرواية عليه واستغربها منه، ثم يظهر له أولغيره بمتابعة متابعٍ أو سبب من الاسباب برأته من مقتضى الطعن فيتخلص بذلك من العهدة." (۶۴)

''جہاں وسعتِ علمی ہو وہاں کثیر غریب روایات کا بھی گمان ہوتا ہے اور جہاں کثرتِ غرائب ہو وہاں تہمت کا گمان بھی ہوتا ہے جبکہ واقدیؒ کی وسعت علمی کا انکار نہیں اس کی وجہ اس کی غریب روایات کا بکثرت ہونا بھی ہے۔ ہم نے علی ابن المدینی سے روایت کیا انھوں نے فرمایا: واقدیؒ کی بیس ہزار ایسی احادیث ہیں جن کے بارے ہم نے نہیں سنا، یحییٰ بن معین سے منقول ہے: واقدیؒ نے نبیؐ سے بیس ہزار غریب احادیث بیان کیں۔ ہمیں واقدیؒ کے بارے یہ معلوم ہوا کہ وہ واقعات کی جگہوں کے آثار تلاش کرتا، صحابہ اور شہداء کے بیٹوں اور غلاموں سے ان کے اسلاف کے بارے سوال کرتا۔ اور یہ چیزیں کچھ ایسی روایات و اخبار میں انفرادیت کی متقاضی ہیں جو کہ قطعیت کے دائرہ کار میں داخل نہیں اور اکثر کسی راوی کو روایت کے معاملے میں وہی مطعون کرتا ہے جو اس روایت سے ناواقف ہو اور اسے غریب سمجھتا ہو۔ پھر جب وہی روایت کسی کی متابعت یا کسی اور سبب سے سامنے آتی ہے تو وہ اس مطعون راوی کو طعن سے بری قرار دیتی ہے۔ اس طرح وہ راوی اس معاملہ میں خلاصی پاتا ہے۔''

ابن سید الناس کے اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ واقدی سے مروی اکثر غریب مرویات کی وجہ واقدی کی وسعت علم ہے اور اسی کثرت کی وجہ سے واقدی کو متہم کہا گیا اور ان پر تنقید کی گئی اور یہ تنقید بالخصوص ائمہ حدیث کی طرف سے کی گئی کیونکہ وہ حدیثِ نبوی کے باب میں عدالت، ثقاہت اور ضبط کو بنیادی حیثیت دیتے ہیں۔

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"والواقدی عنده زيادات حسنة و تاريخ محرر غالبا، فانه من أئمة هذا الشأن الكبار، وهو صدوق في نفسه مكثار."(۶۵)

امام بزار نے واقدیؒ کی طرف منسوب (غلط) اقوال کو فقط ظن وگمان قرار دیا ہے۔ انھوں نے مسند بزار میں فرمایا:

"وقد روى الناس عن الواقدی وتكلموا فيه ولم يثبتوا عليه حجة الا ظنا."(۶۶)

''لوگوں نے واقدی سے روایت کی اور اس میں کلام کیا جبکہ ان پر سوائے ظن و تخمین کے کوئی حجت قائم نہیں کی۔''

خلاصہ بحث:

امام محمد بن عمر الواقدی دوسری صدی ہجری کے مشہور اور نامور سیرت نگار ہیں۔ اگرچہ آپ کے بارے میں

اصحاب جرح وتعدیل کے ہاں دو آراء پائی جاتی ہیں۔ کچھ علماء آپ کو ضعیف قرار دیتے ہیں، جبکہ کچھ علماء کے ہاں آپ کی توثیق پائی جاتی ہے۔امام موصوف روایات سیرت کے بیان میں انتہائی شاندار اسلوب کے حامل ہیں۔آپ پر وارد ہونے والے اعتراضات میں ایک اہم اعتراض یہ ہے کہ آپ مجہول الحال راوی سے روایت بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے لیکن اس امر کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اس راوی سے روایت لینے کو ترجیح دیتے تھے جو خود شریک واقعہ ہو یا شریک واقعہ کا قریبی عزیز ہو۔اسی طرح آپ پر یہ اعتراض بھی ہے کہ آپ اسناد جمعی سے کام لیتے ہیں حالانکہ اس امر میں تمام سیرت نگار متفق ہیں کیونکہ یہ ایک مورخ کی مجبوری ہے کہ اس کو معلومات سیرت کو ایک مربوط واقعہ کی شکل میں بیان کرنا ہوتا ہے۔آپ پر جو قلب اسناد کا اعتراض کیا جاتا ہے اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔الغرض امام واقدی سیرت و تاریخ کے امام ہیں جن سے اس میدان میں صرف نظر کرنا ممکن نہیں امام یاقوت حموی ان کے بارے میں رقم طراز ہیں: تاریخ وسیر، فقہ اور دیگر علوم میں وہ بالا جماع ثقہ ہیں(٦٧) نیز حافظ ابن حجر فتح الباری میں جا بجا ان سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ واقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی تحقیق: الدکتور مارسدن جونس، مطبعۃ جامعۃ اوکسفرڈ، ۱۹/۱، ۱/ ۲۸۲

۲۔ ابن خلکان، احمد بن محمد بن ابی بکر، وفیات الاعیان وانباء انباء الزمان، ۳۴۸/۴

۳۔ الجزری، عز الدین، ابن الاثیر، اللباب فی تہذیب الانساب ۳/ ۳۵۴

۴۔ الکتانی، محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفہ، ص ۱۰۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۵۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۵۱۴، مکتبۃ الرشد، الریاض۔

۶۔ ابن سعد، محمد بن سعد المنیع، الطبقات الکبری، دار صادر، بیروت، ۳۳۵/۷، ابن ندیم محمد بن اسحاق الفہرست، دار المعرفہ، بیروت، ۱۹۷۸، ص: ۱۴۴

۷۔ ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، موئسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ ۱۴۰۱ھ۔ ۹/ ۴۵۴

۸۔ صفدی، صلاح الدین خلیل، الوافی بالوفیات، دار النشر، بیروت، ۱۳۹۱ھ/۲۳۸/۴، ابن تغری بردی، النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ، دار النشر، بیروت، ۱۸۴/۲

۹۔ ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری ۳۳۵/۷، ۴۲۳/۵

۱۰۔ واقدی، کتاب المغازی، ۲۸۹/۱

۱۱۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۴۵۴/۹، الخطیب البغدادی، احمد بن علی، ابوبکر، تاریخ بغداد، ۱۳/۳

۱۲۔ الخطیب البغدادی، احمد بن علی، ابوبکر، تاریخ بغداد، ۹/۳

۱۳۔ ابن ندیم، محمد بن اسحاق، الفہرست، دار المعرفہ، بیروت، ۱۹۷۸، ص ۱۴۴

۱۴۔ سخاوی، شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبد الرحمان، فتح المغیث بشرح الفیہ الحدیث، ۴۳/۲، مکتبۃ السنہ، مصر۔

۱۵۔ ابن سید الناس، محمد بن محمد بن احمد، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، ۱۲/۱، دار القلم، بیروت۔

۱۶۔ تاریخ بغداد، ۹/۳ ۱۷۔ الطبقات الکبری، ۳۳۵/۷

۱۸۔ تاریخ بغداد، ۹/۳ ۱۹۔ تاریخ بغداد، ۹/۳

۲۰۔ سیر اعلام النبلاء، ۴۵۱/۹

۲۱۔ تاریخ بغداد، ۹/۳، سیر اعلام النبلاء، ۴۵۸/۹، ابن حجر عسقلانیؒ، احمد بن علی، تہذیب التہذیب، ۹/ ۳۶۷، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۴۔

۲۲ تاریخ بغداد، ۹/۳ ۲۳ تاریخ بغداد، ۹/۳

۲۴ سیر اعلام النبلاء، ۴۶۱/۹

۲۵ المزی، جمال الدین، حافظ، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ۱۰۱/۱۷، بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء

۲۶۔ تاریخ بغداد، ۱۱/۳ ۲۷۔ تاریخ بغداد، ۱۱/۳

۲۸۔ تاریخ بغداد، ۱۳/۳ ۲۹۔ تاریخ بغداد، ۱۳/۳

۳۰۔ تاریخ بغداد، ۱۳/۳ ۳۱۔ تہذیب التہذیب، ۹: ۳۶۷

۳۲۔ تہذیب التہذیب، ۹: ۳۶۷

۳۳۔ الذھبی، ابی عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۶۶۵/۳، دار المعرفۃ، بیروت

۳۴۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، التاریخ الصغیر، ۱/۲۲۱، دارالفکر، بیروت۔

۳۵۔ النسائی، امام الحافظ ابی عبدالرحمٰن، احمد بن شعیب، کتاب الضعفاء والمتروکین، ۱/۳۰۳، ترجمان السنۃ، لاھور، پاکستان، الجرجانی، ابی احمد عبداللہ بن عدی، الکامل فی الضعفآ الرجال، ۶/ ۲۲۴۵، دارالفکر، بیروت۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۵، تہذیب الکمال، ۱۷/ ۱۰۰، میزان الاعتدال، ۳/۶۶۳، تہذیب التہذیب، ۹/۳۶۴۔

۳۶۔ سیر اعلام النبلاء، ۹/ ۴۵۷، تاریخ الکبیر، ۱/ ۱۷۸

۳۷۔ تاریخ بغداد، ۳/۱۵

۳۸۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۵

۳۹۔ تاریخ بغداد، ۳/۱۵

۴۰۔ الضعفاء والمتروکین، ۱/ ۳۰۳

۴۱۔ تہذیب التہذیب، ۹/ ۳۶۷

۴۲۔ میزان الاعتدال، ۳/ ۶۶۳

۴۳۔ تہذیب التہذیب، ۹/ ۳۶۷

۴۴۔ میزان الاعتدال، ۳/ ۶۶۳

۴۵۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۵

۴۶۔ سیر اعلام النبلاء، ۹/ ۴۵۸

۴۷۔ تہذیب الکمال، ۲۶/ ۱۸۵

۴۸۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۵

۴۹۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۶

۵۰۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۶

۵۱۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۷

۵۲۔ ابن ابی حاتم، ابومحمد عبدالرحمان، الجرح والتعدیل لا بن حاتم، ۸/ ۲۱ داراحیاء التراث العربی، بیروت۔

۵۳۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۷

۵۴۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۸

۵۵۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۸

۵۶۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۹

۵۷۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۹

۵۸۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۹

۵۹۔ سیر اعلام النبلاء، ۹/ ۴۶۲

۶۰۔ ابن عساکر، ابوالقاسم علی بن الحسن، تاریخ دمشق، ۱۹/ ۲۶۲، دارالفکر للنشر والتوزیع، بیروت۔

۶۱۔ سیر اعلام النبلاء، ۹/ ۴۵۴

۶۲۔ ابن سید الناس، محمد بن محمد بن احمد، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، ۱/ ۱۲، دارالقلم، بیروت

۶۳۔ تاریخ بغداد، ۳/ ۱۹

۶۴۔ ابن سید الناس، محمد بن محمد بن احمد، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، ۱/ ۱۲، دارالقلم،

۶۵۔ ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، ۳/ ۲۳۴، دارالفکر للنشر والتوزیع، بیروت۔

۶۶۔ البزار، ابوبکر احمد بن عمرو، مسند البزار، ۶/ ۲۶۵، مکتبہ العلوم والحکم، مدینہ منورہ۔

۶۷۔ معجم الادباء، ۱۸/ ۲۷۹